Article

Social Realism: Defination, Background and Basic Discusion

سماجی حقیقت نگاری: تعریفات، پس منظر اور بنیادی مباحث

Dr Muhammad Dawood Rahat*[1]
Phd Scholar, Department of Urdu, University Of Sargodha

[1]ڈاکٹر محمد داؤد راحت

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

Correspondanance: daudrahat@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 15-02-2024
Accepted:25-03-2024
Online:28-03-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Social realism is a powerful artistic movement that began in the early 20th century as a response to societal and political changes. It's a form of expression that seeks to portray the gritty reality of life, particularly the lives of the working class and marginalized groups. The aim is to highlight issues such as poverty, inequality, and injustice, often with a focus on authenticity and truthfulness in human experiences. This movement has roots in the 19th century with artists like Gustave Courbet and Honoré Daumier, who depicted everyday life and social issues. It gained momentum during the Great Depression, with artists like Diego Rivera and Dorothea Lange using their work to shed light on the struggles of ordinary people. Social realism serves not just as a mirror to society but also as a catalyst for social change, encouraging viewers to empathize and engage with the depicted realities.

KEYWORDS: Social Realism , Basics, Defination, Background, Urdu literature, Criticism, Progressive, Symbolism, Imagism

حقیقت نگاری کے لیے انگریزی لفظ Realism دو الفاظ Real اور ism سے مل کر بنا ہے۔ Realism کی تعریف آکسفورڈ ڈکشنری میں اس طرح کی گئی ہے۔

> "حقیقت نگاری ایک دانشورانہ نظریہ ہے کہ عالم گیر یا عمومی تصورات معروضی وجود رکھتے ہیں، یہ یقین کہ مادہ بطور معروضِ ادراک حقیقی وجود رکھتا ہے۔ (1)

The Cambridge Encyclopedia میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "ارسطو، ڈیسکارٹس اور دیگر فلسفیوں کا اختیار کردہ فلسفیانہ نظریہ کہ جو شے وجود رکھتی ہے، انسانی یا ارفع ذہن کے ادراک سے ماورا خاصیت رکھتی ہے۔ (2)"

کشاف ادبی اصطلاحات میں ہے:

> "ادب میں اشیا، اشخاص اور واقعات کو کسی قسم کے تعصب، عینیت اور موضوعیت اور رومانیت سے آلودہ کیے بغیر دیانت و صداقت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش حقیقت پسندی یا حقیقت نگاری کہلاتی ہے۔ بالفاظ دیگر حقیقت پسندی یا حقیقت نگاری کے معنی ہیں خارجی حقائق (مثلاً سماجی زندگی اور اس کے مسائل) کو حتی المقدور معروضیت کے ساتھ پیش کرنا کسی خیالی یا مثالی دنیا کی بجائے ہست کی تصویر کشی۔ حقیقت پسند تخیل پر امر واقعہ کو ترجیح دیتا ہے۔ ماضی کی بجائے حال کے مسائل و معاملات کو اہم جانتا ہے چونکہ زندگی کی موضوعی تصویر کشی اس کا مقصود ہے اس لیے وہ اپنی ذات کو ادب پارے میں نمایاں کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔ وہ زندگی کے ایسے کراہت انگیز کوائف و مظاہر کو بھی موضوع بناتا ہے جن کا وجود مسلم ہوتا ہے مگر "نفاست پسند" ادیب انہیں قابل اعتنا نہیں جانتے، وہ زندگی کو رنگین شیشوں میں سے دیکھنے کی بجائے اپنی ننگی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے جوں کا توں پیش کر دے۔" (3)

پروفیسر Kohn Ley کے مطابق:

"حقیقت نگاری انسانی زندگی کی ٹھوس اور تاریخی فطرت کی پیش کش کے اثر کا نتیجہ ہے۔"(4)

لفظ "حقیقت" نے مختلف ادوار میں مختلف مفاہیم اختیار کیے ہیں۔ یونانیوں کے نزدیک گرو پیش کی اشیاء حقیقت نہیں تھی۔ ان کا خیال تھا کہ حقیقت کا تعلق اشیاء سے نہیں بلکہ اشیاء کے عین سے ہوتا ہے۔ افلاطون کے مطابق عالم وجود محض اعیان کا عکس ہے۔ گرد وپیش کی اشیاء جو ہمہ وقت مائل بہ تغیر رہتی ہیں، حقیقت نہیں ہو سکتیں۔ حقیقت کے لیے استقلال لازم ہے لہذا اس نے حقیقت کا جو تصور پیش کیا اس کے مطابق حقیقت وجود میں نہیں ہوتی بلکہ ان کے خیال یا جوہر میں ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں افلاطون کے مطابق حقیقت (Real) وہی ہے جو عین (Ideal) ہے۔

ادب میں حقیقت تک رسائی کا مطالبہ بھی پہلے افلاطون نے کیا۔ وہ بتاتا ہے کہ:

"فن کا کام یہ ہے کہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس حسن کو بے نقاب کردے جو انسانی فطرت میں عظمت اور شرافت کی صورت میں موجود ہے اگر ایسا ہو تو پھر فن اپنی پر بہار فیاضیوں کے ساتھ ایک صحت بخش ہوا کی طرح روح انسانی پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ انسانی فطرت میں نیکی اور شرافت کا بیج بو دیتا ہے۔"(5)

حقیقت نگاری کو باقاعدہ اصطلاح کے طور پر اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں ہی استعمال کیا گیا۔ معروف نقاد آئن واٹ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

" یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ دنیا جس میں ہم زندہ ہیں اور ہمارے حواس میں قابل اعتبار رابطہ ہے۔ حقیقت پسندی یہ سمجھتی ہے کہ بیرونی دنیا حقیقی ہے اور ہمارے حواس ہمیں اس کی حقیقی خبر دیتے ہیں۔"(6)

حقیقت پسندی کا تعلق ناول کی اس روایت سے ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ مصنف قاری کو ایسی فضا سے آشنا کرے جو اس پر حقیقت کا اثر چھوڑے۔ ولیم ریمونڈ (William Raymond) نے اپنے مضمون "حقیقت نگاری اور معاصر ناول" میں بھی نئی حقیقت نگاری کی جانب واضح اشارے کیے ہیں لیکن مارکسی فلسفے کے ساتھ اس کی وابستگی جگہ جگہ آڑے آتی ہے اور وہ حتمی نتیجے تک پہنچتے پہنچتے رک جاتا ہے۔ ریمونڈ یہ تسلیم کرتا ہے کہ روزمرہ زندگی کی سچی تصویر کشی کا حقیقت نگاری کا دعویٰ اتنا سادہ نہیں رہا ہے کیونکہ خود روزمرہ زندگی پیچیدگی کا شکار ہو چکی ہے۔ اس نے حقیقت نگاری کو دو خانوں، نفسیاتی حقیقت نگاری اور سوشلسٹ حقیقت نگاری میں تقسیم کیا ہے۔ اس نے "یولی سس" تک کو حقیقت نگاری کی ایک شکل قرار دیا ہے اور سوشلسٹ فکر کے بڑے مخالف جارج آف ویل (Jeorge of well) کو بھی حقیقت نگاروں کے زمرے میں رکھا ہے۔ ریمونڈ کے برعکس لوکاچ نے حقیقت نگاری کو سماجی اور تنقیدی خانوں میں بانٹا ہے اور تنقیدی حقیقت نگاری کو عہد حاضر کی ضرورت قرار دیا ہے۔

فرانک ایچ گڈ ائیر (Frank H. Good Year) نے معاصر امریکی حقیقت نگاری کے تعارف میں جدید حقیقت نگاری کی تعریف وضع کرنے کی کوشش پر زور دیا ہے۔ اس کے خیال میں دور حاضر میں حقیقت نگاری کا پرانا تصور زیادہ دور تک ساتھ نہیں دے سکتا اس لیے آج کے ادیب کو Pluralistic Attitude کو اپنانا پڑتا ہے۔ موجودہ دور میں حقیقت پسندی کے لفظ کو چند تحفظات کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیے کیونکہ اس کے معنی بہت مبہم ہیں۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ہینری جیمز (Henry James) جیسے ناول نگاروں کے تحریر کردہ مضامین میں حقیقت اور ناول کے مابین تعلق کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ہینری جیمز کے مطابق ناول کی بقا اس میں حقیقی زندگی کی عکاسی کی وجہ سے ہے۔ وہ ناول نگاروں کو اپنے مضامین کے وسیلے سے مشورہ دیتا ہے کہ وہ قاری کی دل چسپی اور ہمدردی حاصل کرنے کے لیے اپنے ناولوں میں حقیقی اور مسلمہ زندگی کو تخلیق کریں۔

حقیقت نگاری سے مراد یہ ہے کہ زندگی اپنی اصل شکل میں جس طرح ہمیں نظر آتی ہے، اسی شکل میں ہی ناول کے اندر بھی دکھائی جانی چاہیے۔ لیکن اس سلسلے میں پھر بہت سے مباحث نے جنم لیا کہ حقیقی زندگی کو اسی شکل میں پیش کرنا آرٹ کہلائے گا بھی؟ اگر ناول کا مقصد یہی ہے تو پھر فن کار قلم کی بجائے کیمرہ اٹھالے اور زندگی کا نقشہ بعینہٖ پیش کردے۔ پھر یہ کہ کیا ناول میں حقیقی زندگی پیش کی جاسکتی ہے، بالکل اسی انداز میں جس طرح یہ وقوع پذیر ہوئی ہو۔ اس طرح تو ایک شخص کی ایک دن کی کہانی بھی نہیں سنائی جاسکتی چہ جائیکہ پوری زندگی کا عکس! تب اس دلیل نے جنم لیا کہ ناول حقیقت کی فنی تقلیب کرتا ہے۔ اور اس عمل کے دوران وہ اپنا مواد زندگی سے ہی لیتا ہے۔ تو پھر حقیقت نگاری کے یہ معنی ٹھہرے کہ وہ اندازِ بیان جس میں ناول نگار اپنے فنی / تخلیقی عمل کے دوران حقیقی زندگی سے مواد لے اور اس کو ایسے انداز میں پیش کرے کہ پیش کی گئی زندگی پر حقیقت کا گمان بھی ہو اور ناول کا عمل حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش بھی کرے۔

انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مارکسی تعلیمات کے پرزور پرچار کے نتیجے میں اجتماعیت کی سوچ پیدا ہوئی تو حقیقت نگاری کا مطلب سماجی حقیقت نگاری ٹھہرا۔ ایک ایسا طرزِ بیان انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مارکسی تعلیمات کے پرزور پرچار کے نتیجے میں اجتماعیت کی سوچ پیدا ہوئی تو حقیقت نگاری کا مطلب سماجی حقیقت نگاری ٹھہرا۔ ایک ایسا طرزِ بیان جس کے ذریعے معاشرے کی حقیقتوں کی عکاسی کے ساتھ ساتھ ان کا پردہ بھی فاش ہوتا ہو۔ معاشرے کے اندر جن افراد کا استحصال ہو رہا ہو، اور جو ان کا استحصال کر رہے ہوں، کو اس طرح پیش کیا جائے کہ سماجی رشتوں کے حقائق قاری کے ذہن پر کھل جائیں۔ لیکن اس میں بھی یک طرفہ یا جانبدار نقطۂ نظر اپنانا فن کی اصل روح کے خلاف سمجھا گیا اور اسی ناول کو حقیقت نگاری کی کامل مثال جانا گیا جو استحصال کرنے والے اور زیر استحصال دونوں طبقوں کی سوچ، ان کی خوبیوں اور ان کی خامیوں کا مطالعہ کرتا ہو۔ حقیقت نگاری کے حوالے سے سید محمد عقیل نے بہت اچھی بحث اٹھائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ناول میں حقیقتوں کے اظہار یا اظہار کی تمنا کے بغیر زندگی اور اس کی پیچیدگی کے ادراک کا شعور نہیں پیدا ہوتا۔ ناول نگار کے قدم اگر زمین پر نہیں جمے تو نہ تو اسے زندگی کا عرفان حاصل ہوتا ہے اور نہ وہ حقیقتوں تک پہنچ سکتا ہے۔ کہانی

یا زندگی بغیر حرکت و عمل کے اپنی صحیح شکل پیش نہیں کر سکتی یعنی زندگی کی حقیقت انسانوں کے حرکت و عمل سے ہی وجود میں آتی ہے اور اپنی اصلیت انہی صورتوں میں ظاہر کرتی ہے۔ وہ اس بحث کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں :

”.... مگر حقیقت نگاری کے معنی یہ تو نہیں کہ انسان جو کچھ بھی کرتے رہتے ہیں ان کی کارکردگیوں کی صرف تصویر پیش کر دی جائے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی تو حرکت و عمل کی ایک سچی تصویر تو ہوئی، تو پھر حقیقت نگاری اسے کیوں نہیں کہہ سکتے؟ اگر کوئی ناول نگار، کیمرے کی آنکھ سے وہ ساری تصویر پیش کر دے جو کچھ دنیا میں ہوتا رہتا ہے، تو وہ حقیقت نگاری کیوں نہیں.... لیکن وہ لوگ جو حقیقت نگاری کی ماہیت کی باتیں کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ سچا حقیقت نگار وہ ہے جو کسی ملک یا سماج کے ان استحصال کرنے والوں اور استحصال ہونے والوں کی ایسی تصویریں پیش کرے جن سے ناول نگار کی جذباتی وابستگیوں کا اظہار ہو سکے اور اس کی پیش کش میں وہ اسپرٹ بھی رواں دواں ہو جو زندگی اور اس کے ارتقا سے ہمدردی رکھتی ہو، جو وقت اور تاریخ کے ساتھ اپنا فیصلہ، تجربہ اور تجزیہ بھی پیش کرتی جاتی ہے اور یہ تجربے اور تجزیے زندگی میں آتی ہوئی تبدیلیوں اور ان کے اسباب کے درمیان سے لے کر ناول نگار پیش کرتا ہے۔ تمام سچے حقیقت نگاروں کا یہی طریقہ سچی حقیقت نگاری ہے۔ ان میں حالات اور زندگی کی بدلتی ہوئی صورتوں کے ساتھ تبدیلیاں بھی ہوتی ہیں اور طریق تجزیہ بھی بدلتا جاتا ہے اور اسے بدلنا بھی چاہیے۔ اس طرح حقیقت نگار کے نقطۂ نظر میں ترمیم ہوتی رہتی ہے۔“ (7)

آصف فرخی نے بھی کچھ اسی قسم کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ زندگی کی حقیقت اتنی پیچیدہ ہے کہ بہ حیثیتِ کل حقیقت نگاری کی گرفت میں آ ہی نہیں سکتی۔ ناول تو حقیقت اور واہمے کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اس لیے واقعیت کسی کتاب کے ناول ہونے یا نہ ہونے کا واحد معیار نہیں۔ آصف فرخی لکھتے ہیں:

> ”حقیقت نگاری یا واقعیت نگاری کی اصطلاح دراصل Realism کا ترجمہ ہے اور یہ تصور ہمارے ہاں انگریزی ادب سے آیا۔ مگر خود انگریزی میں اس اصطلاح کے کیا معنی ہیں؟ واٹ نے ناول کے عروج کی داستان لکھتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اٹھارویں صدی میں اس لفظ کے معنی یکسر بدل گئے جس طرح Original کے بدل گئے۔ اوریجنل کو بالکل ہی اچھوتا اور تازہ بہ تازہ کے معنوں میں ہمارے نقاد بھی استعمال کر کے خوش ہوتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری کلاسیکی شعریات میں یہ کوئی معیارِ سخن نہ تھا اور انگریزی میں اس کے معنی پہلے سے موجود کے تھے۔ اسی طرح رئیلزم کے اصلی بلکہ اوریجنل معنی تھے آفاقی مجردات کی حقیقت پر ایمان (A belief in the reality of univerals) اور اس کے موجودہ معنی جن میں ایک شخص کے حواسِ خمسہ کے وسیلے سے حقیقت کے ادراک کی

شرط دیکارت کے فلسفے سے ماخوذ ہے، بعد میں متعین ہوئے۔ اس لیے
حقیقت نگاری کا پھریرا لے کر اڑنے والے نقادوں سے پوچھنے کا سوال تو یہ
ہے کہ: کون سی حقیقت؟ کہاں کی واقعیت؟"(8)

ناصر عباس نیر کے مطابق حقیقت نگاری کا بنیادی مفروضہ یہ تھا کہ فکشن معاصر زندگی کی سچائیوں کو پیش کرتا ہے۔ اور زندگی کی سچائیوں میں اس عہد کی سماجی، سیاسی اور معاشرتی صداقتیں شامل ہوتی ہیں یعنی حقیقت نگاری زندگی سے متعلق آرزومندانہ تصورات کے بجائے حقیقی زندگی کے تجربات و مشاہدات پیش کرتی ہے اور اصولی طور پر انسان کی تخیلی زندگی سے زیادہ اس کے خارجی احوال قلم بند کرنے پر زور دیتی ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حقیقت نگاری پر اپنا سوال اٹھاتے ہیں کہ اس ضمن میں اہم سوال یہ ہے کہ فکشن حقیقت کی صاف، سچی اور مستند ترجمانی میں کامیاب کیسے ہوتا ہے؟ حقیقت شے تو نہیں کہ اسے فکشن نگار سماجی زندگی سے اچک کر ناول یا افسانے کی پلیٹ میں سجا کر پیش کر دے۔ نیز کیا حقیقت جیسی باہر ہے، اسے ویسا ہی فکشن کے بیانیے میں پیش کرنا اور قابلِ محسوس بنانا ممکن ہے اور ہے تو کیونکر؟ عام طور پر حقیقت نگاری کے نظری مباحث میں اسی سوال کو نظر انداز کیا گیا اور اسے ایک طے شدہ امر بلکہ فنی عقیدہ خیال کیا گیا کہ فکشن معاصر صداقتوں کو پورے اعتماد اور استناد کے ساتھ پیش کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی ناول کے اچھے یا برے ہونے کا معیار یہی سمجھا گیا کہ وہ کس حد تک ہم عصر زندگی کا بیانیہ ہے اور یہ سوچنے کی زحمت کم ہی کی گئی کہ فکشن کو زندگی کا بیانیہ بننے کے لیے اولاً و آخراً زبان پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اولاً یہ دیکھا جاتا، آیا زبان کسی مشاہدے، تجربے یا واقعے کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کر بھی سکتی ہے یا نہیں، یعنی کیا زبان شفاف میڈیم ہے یا نہیں؟ حقیقت نگاری فطری طور پر زبان کو شفاف میڈیم تسلیم کرنے پر مجبور ہوتی ہے اور یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ جب کوئی خارجی حقیقت زبان میں پیش ہوئی ہے تو وہ بدلتی نہیں۔ زبان ترجمانی کے عمل میں جانب دار رہتی ہے۔(9)

سماجی حقیقت نگاری: پس منظر اور خصوصیات

ادب کے ہزاروں تار ہیں جو کسی فن پارے کی بُنت میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ فن پارے میں ہر تار کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ادب کے بیان اور اظہار کے لیے مختلف بیانیہ تکنیکیں ہیں۔ ان میں سے ادب میں حقیقت نگاری ایک ایسی اپروچ ہے جو کسی عینیت یا رومانوی موضوعیت کے بغیر زندگی کی عکاسی کا جتن کرتا ہے۔ اگرچہ حقیقت نگاری کو کسی ایک صدی یا لکھاریوں کے گروہ تک محدود نہیں کیا جاسکتا، تاہم اسے انیسویں صدی کے فرانس کی ادبی تحریک، بالخصوص فرانسیسی ناول نگاروں فلوبرٹ اور بالزاک سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جارج ایلیٹ نے حقیقت نگاری کو برطانیہ میں اور ولیم ہاویلز نے اسے امریکہ میں متعارف کروایا۔ حقیقت نگاری کا بیش تر سروکار متوسط اور نچلے طبقوں کی روزمرہ زندگی کے معمولات سے رہا ہے جہاں کردار سماجی عوامل کی پیداوار ہوتا ہے اور ماحول ڈرامائی باریکیوں کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ یہ ایسی اپروچ ہے جو فطری قوتوں کے تناظر میں حقیقت کے تجزیے سے آغاز پاتی ہے۔ حقیقت نگاری ایسا اسلوب تحریر ہے جو زندگی کے حقیقی رخ کو دیانت داری سے پیش کرنے کا تاثر دیتا ہے۔

ادب زندگی سے ہی برآمد ہوتا ہے اور اس میں خواب، خیالات،امیدیں اور امنگیں،ناکامیاں اور مایوسیاں،مقاصد اور عزائم، تجربات اور مشاہدات اظہار پاتے ہیں۔ادب نے کئی سالوں سے بہت سے اہم اور قابل ذکر ادب پاروں میں حقیقت نگاری کے سائے تلے معاصر سماجی امور کی عکاسی کی ہے۔ حقیقت نگاری میں سماجی حقیقت تصویر کا ایک جزو ضرور ہے، لیکن اسے ایک الگ اور خود مکتفی وجود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسے کسی خاص زمانے یا دورانیے کے عمومی ثقافتی پیٹرن کے تناظر سے باہر نہیں نکالا جا سکتا۔ حقیقت نگاری کو معاشرے کی سچی اور دیانت دارانہ تصویر ہونا چاہیے۔اسے ایک برتر کائنات بنانے کے سروکار کے ساتھ حقیقت پر توجہ دینے کی ایک سچی کاوش ہونا چاہیے۔

ادب میں حقیقت نگاری فطرت کی Fidelity کا نظریہ اور عمل ہے۔یا پھر یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثالیت اور عینیت کے بغیر روزمرہ حقیقی زندگی کی صریح عکاسی کا عمل ہے۔اٹھارویں صدی میں ڈینیل ڈیفو، ہینری فیلڈنگ اور سمولیٹ کی تخلیقات انگریزی ادب میں حقیقت نگاری کی قدیم ترین مثالیں ہیں۔اسے فرانس میں انیسویں صدی کے وسط میں اس وقت ایک جمالیاتی پروگرام کے طور پر اختیار کیا گیا جب معاصر زندگی اور معاشرے کے نظر انداز کردہ گوشوں کی عکاسی میں دل چسپی کو فروغ حاصل ہوا۔ صریح لیکن محدود تنقید کے ساتھ معروضیت اور عدم وابستگی پر حقیقت پسندانہ زور انیسویں صدی کے اواخر میں تخلیق ہونے والے ناول کا لازمی حصہ بن گیا۔ بیسویں صدی کے مروج ادبی انتقاد نے حقیقت نگاری کی حامل تخلیقات کو ایک جانب اور تخیلاتی ادب پاروں کو دوسری جانب رکھتے ہوئے حقیقت پسندانہ اور غیر حقیقت پسندانہ ادب کے مابین لکیر کھینچ دی۔ جادوئی حقیقت نگاری کو حقیقت نگاری کے مخالف ادب کی ذیل میں رکھنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو حقیقت کی حدود اور تشکیل کے حوالے سے ان بنیادی سوالات کے باوجود بین الاقوامی ادبی منظر نامہ قریب قریب یکساں ہی رہا ہے۔

ناول فکشن کی ایک صورت ہے اور فکشن اور حقیقت بظاہر متضاد نظر آتے ہیں۔ایک ناول میں ان دونوں کو جدا کرنا آسان کام نہیں ہے ،تاہم ناول نگار کا یہ اعجاز ہے کہ وہ حقائق سے بہ یک وقت دانش (insight)اور مسرت(delight)کشید کرنے کے لیے فکشن کو حقیقت پسندی سے ممزوج کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ناول نگار فکشن کے تناظر میں حقیقت پسندی کا جتن کرتا دکھائی دیتا ہے۔

New Standard Encyclopediaحقیقت نگاری کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے:

> "یہ اشیا کی مثالی اور تخیلاتی پیش کش کے برعکس ایسی پیش کش ہے جس طرح وہ ہماری حسیات کے سامنے آتی ہیں۔ "(10)۔

ناول ان اطوار اور وقت کے تناظر میں حقیقی زندگی کی تصویر پیش کرتا ہے جس میں اس کی تخلیق ہوتی ہے۔ناول ان سے ہماری ایسی مطابقت اور انسلاک قائم کرتا ہے گویا یہ ہر روز ہماری آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہیں۔

انیسویں صدی میں یورپی فکشن کی مرکزی روایت حقیقت نگاری کی روایت ہے۔اس عہد کے ناول حقیقت نگاری کے حامل ہیں۔وکٹورین ناول اس طور حقیقت نگاری کا حامل ہے کہ ناول اپنی ہی تعریف کے اعتبار سے ایک حقیقت

پسندانہ نثری فکشن ہے جو اپنی ذات میں مکمل ہے اور ایک خاص طوالت کا حامل ہوتا ہے۔ اس میں لفظ ”حقیقت پسندانہ“ سے مراد رومانوی کے برعکس حقیقی زندگی سے متعلق ہونے کی نشاندہی ہے۔ لیکن ناول نگاروں کے ہاں محض حقیقت نگاری تک محدود رہنے کے حوالے سے عدم اطمینان کروٹ لیتا رہا۔ اس لیے انھوں نے فکشن کے نئے اطوار دریافت کیے۔ ایسا ہی اردو ناول کے ساتھ بھی ہوا ڈپٹی نذیر احمد اور پریم چند جیسے ناول نگاروں نے حقیقت نگاری کو اپنے ناولوں میں ایک سماجی شعور کے ساتھ اختیار کیا۔

اردو ناول کی تشکیل میں اس عہد کے شعور کو بہت دخل ہے جس میں اسے سیٹ کیا گیا۔ برصغیر کا اردو ناول ایک منفرد عصری شعور کا اظہار کرتا ہے۔ تقسیم کے بعد تخلیق ہونے والے ناول میں خاصی تبدیلی نظر آتی ہے۔ یہاں ناول نگار افراد کی زندگی کو اس کے پس منظر میں پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کسی شخص کی نجی زندگی کی تشکیل ان اطوار اور رسوم ورواج سے ہوتی ہے جو خاص قوموں اور ذاتوں میں خاص ہوتے ہیں۔ ناول نگار زندگی کی رنگینیوں اور اختلافات کی تصویر کشی کے لیے انسانی زندگی کی ان امتیازی خصوصیات کا استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے غربت، افلاس، قحط، بھوک، ذات پات کے نظام، خواتین کی سماجی حیثیت اور لوگوں کی اقتصادی صورت حال جیسے موضوعات کو برتا۔

حقیقت نگاری ادب اور آرٹ میں زندگی کو اس کی اصل صورت میں ظاہر کرنے کی ایک سبیل ہے۔ یہ زندگی کی عکاسی حقیقت کے ساتھ کرتی ہے اور اس میں سے کسی ایسی شے کو حذف نہیں کرتی جو بدصورت یا تکلیف دہ ہو، اور نہ ہی کوئی خیالی منظر تخلیق کرتی ہے۔ حقیقت پسندوں کے ہاں لکھاری کا اہم ترین وظیفہ حسیات کے ذریعے مشاہدہ کردہ کائنات کی ممکن حد تک حقیقی انداز میں تصویر کشی کرنا ہے۔ حقیقی زندگی کی تصویر کشی حقیقت نگاری کی اصل ہے۔ اصل حقیقت نگاری فرد یا معاشرے کی زندگی کے محض ایک پہلو کی بجائے انہیں مکمل وجود کے طور پر پیش کرتی ہے۔ یہ محض بازگشت نہیں بلکہ کسی فرد یا معاشرے، یا ان کے مشترک وجود کی حقیقی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کا اردو ناول زندگی کی موثر تصویر پیش کرتا ہے اور اس کی بنیادی اقدار سے شناسائی پیدا کرتا ہے۔ ابتدائی ناول نگاروں کے ہاں سماجی شعور کی موجودگی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس لیے، یہ اردو ناول میں کوئی نیا تصور نہیں ہے۔

سماجی حقیقت نگاری کے حامل ناول میں لکھاری اپنی شناخت آسانی سے کسی کردار کی شناخت میں منقلب کرسکتا ہے اور یوں اس شناخت سے وہ منفرد نشاط کشید کرسکتا ہے۔

اردو ناول میں سماجی حقیقت نگاری کا جائزہ لینے کے لیے برصغیر کے معاصر سماجی، سیاسی، مذہبی، روایتی، ثقافتی اور معاشی منظر نامے کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ چونکہ ان ناولوں میں برصغیر کی حقیقی سماجی زندگی کی تصویر کشی کی گئی ہے، انہیں ایسی سماجی دستاویز گردانا جاتا ہے جسے Rustic برش سے پینٹ کیا گیا ہے اور اسے سماجی اور مذہبی سطوح کے رنگ میں ڈبویا گیا ہے۔

سماجی حقیقت نگاری دراصل رومانویت کے زیر اثر مثال پسندی اور مبالغہ آمیز انا کے خلاف رد عمل کے طور پر سامنے آئی۔ صنعتی انقلاب کے اثرات اور نتائج نے اس کی راہ ہموار کی۔ شہری مراکز فروغ پانے لگے، کچی آبادیاں بڑھنے اور پھیلنے لگیں۔ ان کا تصادم بالا طبقوں کی جانب سے دولت کے اظہار اور نئے سماجی شعور کے تازہ احساس کے ساتھ تھا۔ سماجی حقیقت نگاروں نے معاصر زندگی کی تلخ اور بدنما حقیقتوں پر توجہ دی اور محنت کش طبقے، بالخصوص غریب کے ساتھ اپنی ہمدردی ظاہر کی۔ انہوں نے زندگی کی تلخ حقیقتوں کو جیسا دیکھا، ویسا ہی ان کا اظہار کیا۔

"سماجی" ایک ہمہ جہت لفظ ہے جو تمام تر انسانی سرگرمی کا احاطہ کرتا ہے۔ سادہ الفاظ میں سماجی حقیقت نگاری سماجی زندگی کی تفہیم کی ایک غیر معمولی کاوش ہے۔ یہ کسی معاشرے کے متنوع اداروں، روایات اور ان کے تعامل کے حوالے سے اس معاشرے کی اصل کی جانچ کرنے والی ایک دانش ورانہ قوت ہے۔ اس لحاظ سے یہ سماجی عمل کے دانش ورانہ فروغ کی ایک صورت ہے۔

سماجی حقیقت نگاری میں زندگی کی تمام سطحوں پر انفرادی، سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں شامل ہیں۔ خاندان سے متعلق حقائق، سماجی طبقہ، شادی بیاہ، سکول، سیاست، آپسی تعلقات، معیشت۔ اخلاقیات، مذہب اور تعلیمی معیارات سب اس کا حصہ ہیں۔ اس کا زیادہ تر تعلق بے روزگاری، نوجوانوں کا اضطراب، بے ضابطگی، جرائم، جنگ اور اس کے اسباب و نتائج جیسے سماجی مظاہر سے ہوتا ہے۔

سماجی حقیقت نگاری سماجی صورت حال کی بغور اور صریح عکاسی کرتی ہے۔ اس میں اخلاقی واقفیت اور شعور کو بھی دخل ہوتا ہے۔ سماجی شعور ایک ارفع شعور ہے، یا سماجی اور ثقافتی milieu کی جامع تفہیم ہے جو کہ سماجی حقیقت کی ایک صورت ہے۔ سماجی شعور سے مراد ایک سماجی آئیڈیالوجی کے زیر اثر آگاہی ہے۔ اس میں انتہائی سماجی شمولیت اور سماجی پروگرام سے گہری وابستگی موجود ہوتی ہے۔ سماجی حقیقت نگاری میں سماجی شعور، سماجی احساس، تجربہ اور سماجی دانش و فہم شامل ہیں۔ یہ ان سب کا احاطہ کرنے والی اصطلاح ہے جو کہ سماجی سیاسی نظام کی آواز اور منظم گرفت کی نشاندہی کرتی ہے اور انہیں یک جا کرتی ہے۔ سماجی حقیقت نگاری فکشن کے وسیلے سے ایک موزوں کہانی، کرداروں، زبان اور فکشن کی تکنیک کو بروئے کار لاتے ہوئے سماجی دھارے کے تہوں کو منکشف کرتی ہے۔ ناول نگار معاشرے کے کثیر پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے۔ سماجی حقیقت نگاری سے محض ناولوں میں پیش کردہ حقیقت نگاری ہی نہیں، دوسری جانب یہ حقیقت نگاری کے ساتھ ناول نگار کے برتاؤ کا قرینہ بھی ہے اور ناول کے ذریعے سماجی حقائق اور واقعات کے برتنے کا قرینہ بھی۔ ناول نگار کے ہاں سماجی حقیقت نگاری محض ایک موضوع یا نظریہ نہیں بل کہ ایک تکنیک ہے جس کے ذریعے سچ کو فن کارانہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

سماجی حقیقت نگاری کی اصطلاح ایک مخصوص اسلوب نگارش اور موضوع کے مجموعی رویے، دونوں کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد فرحت فراہم کرنا نہیں بل کہ اپنے شاہد کو برائیوں کے بارے میں واضح کرنا ہے۔ یہ تکنیک

فکشن میں معاصر سماجی زندگی کے متنوع پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے۔ معاشرہ ایک سیّال (Fluid) وجود ہے۔ یہ سچائی کی تاریخی اعتبار سے ٹھوس عکاسی ہے جو کہ سماجی پینوراما کی حقیقی عکاسی کا روپ دھار لیتا ہے۔

ادب میں سماجی حقیقت نگاری کی تفہیم کے لیے لفظ "حقیقت" پر غور کرنا ضروری ہے۔ سماجی حقیقت نگاری کی بنیاد "حقیقی "روزمرہ زندگی سے ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ تخیل کا عنصر سماجی حقیقت نگاری میں بھی کارفرما ہوتا ہے۔ سماجی حقیقت نگار صرف مشاہدے کو ہی بیانیے کا حصہ نہیں بناتا بل کہ وہ اس مشاہدے کو اپنے زرخیز تخیل کے بل پر ایک برتر فکشنی حقیقت میں ڈھال دیتا ہے۔ خبر اور فن میں فرق یہ ہے کہ فن پارے کی تخلیق میں واقعات کے انتخاب، ترتیب اور اندازِ بیان کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ دراصل فوٹو گرافی کا نہیں، بل کہ مصوری کا عمل ہے۔ یہ محض ظاہری اور موجود حقیقت کی عکاسی سے آگے کی چیز ہے۔ یہاں عمیق مشاہدہ، تجربہ، تفکر اور تخیل تخلیقی انداز میں کارفرما ہو کر فن پارے کو حقیقی اور پر اثر بھی بناتے ہیں۔ سماجی حقیقت نگار نظریاتی سطح پر تراش خراش یا انتخاب کے اصولوں کا بھی پابند نہیں ہے۔ اس کا طرزِ بیان نہایت اجلا اور اس کا اسلوب موضوع سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ وہ اپنی ذات سے گریز کرتے ہوئے بہت کم اظہارِ خیال کرتا ہے۔(11)۔ سماجی حقیقت نگاری کا حامل فن پارہ استعاروں اور تمثال سے لبریز ہونے کی بجائے کسی عام کسان کی زندگی کی روداد بھی ہو سکتا ہے۔ ایک سماجی حقیقت نگار زندگی کی تصویر اور مقامی لہجے کو ڈرامے کی شکل میں ڈھالے بغیر سامنے لائے گا۔

حقیقت نگاری کے پس منظر، تعریفات، بنیادی مباحث اور اس کی اہم صورت سماجی حقیقت نگاری سے تفصیلی تعارف کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سماجی حقیقت نگاری کی بیانیہ تکنیک کے اجزائے ترکیبی یعنی اس کی بنیادی خصوصیات پر نظر ڈالی جائے تاکہ اس کے تعین اور دیگر تکنیکوں سے اس کا امتیاز قائم کرنے میں آسانی ہو اور اس تفہیم کی بنیاد پر اس کا اطلاق اردو ناولوں پر کیا جا سکے۔

سماجی حقیقت نگاری کی چیدہ خصوصیات

سماجی حقیقت نگاری کی چیدہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

حقیقی کردار اور سیٹنگ:

سماجی حقیقت نگاری کے حامل فکشن کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کارفرما کردار اور اس کی سیٹنگ خیالی اور فرضی کی بجائے حقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ کرداروں کی نوعیت، ان کی وضع قطع اور اعمال و افعال حقیقی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ کہانی جس معروض اور زمانے کی سیٹنگ کے ساتھ سامنے لائی گئی ہے، وہ بھی حقیقی دنیا کی دیکھی بھالی سیٹنگ ہے۔ خیالی، غیر حقیقی اور فرضی کرداروں اور سیٹنگ سے سماجی حقیقت نگاری کا ہدف حاصل نہیں ہو سکتا۔

روزمرہ واقعات کی جامع تفصیل:

سماجی حقیقت نگاری کے حامل متون کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں روزمرہ واقعات کی جامع تفصیل موجود ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے فن پارے میں توافق (Vericimiltude) کو تقویت ملتی ہے۔ قاری کو فن

پارے کی فضا اس کے اپنے مشاہدے سے مطابقت کی بنیاد پر مانوس لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف حقیقی دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کو ہی سماجی حقیقت نگاری کے حامل فن پارے میں جگہ ملتی ہے۔ بل کہ سماجی حقیقت نگار کا یہ وصف ہوتا ہے کہ وہ حقیقی زندگی کے مشاہدے اور اپنے تخیل کے ملاپ سے ہمارے سامنے ایک ایسی حقیقت کو سامنے لاتا ہے جسے ہمارا ذہن حقیقی کے طور پر قبول کر لیتا ہے۔

قابلِ یقین پلاٹ (Plausible Plot)

سماجی حقیقت نگاری کے حامل ادب میں پلاٹ غیر حقیقی اور ناقابل یقین نوعیت کے واقعات یا ان کی ترتیب سے تشکیل نہیں پاتا۔ یہ پلاٹ ایسی قابل یقین کہانی کو سامنے لاتا ہے جس کا ہمارے سامنے اور ہمارے علاقے میں وقوع پذیر ہونا اچنبھے کی بات نہیں ہوتی۔ سماجی حقیقت نگاری میں ناقابل یقین، فوق فطری، دیومالائی اور داستانوی نوعیت کے پلاٹ سے گریز کرتے ہوئے حقیقی زندگی سے لگا کھانے والا قابل یقین پلاٹ اور سلسلہ واقعات تشکیل دیا جاتا ہے۔

مقامی لہجے کا اظہار

سماجی حقیقت نگاری کے حامل فکشن میں موجود کرداروں کا بیانیہ حقیقی مقامی لہجے میں سامنے آتا ہے جس سے فن پارے کے حقیقی اور قرین قیاس ہونے کے حوالے سے قاری کے استناد کو تقویت ملتی ہے۔ سماجی حقیقت نگار اپنے تخیل اور تخلیقی صلاحیت کے بل پر کرداروں کی ایک کائنات تخلیق کرتا ہے۔ اس میں کرداروں کے بیانیے میں حقیقی مقامی لہجے کا اظہار سماجی حقیقت نگاری کے حامل فکشن کا امتیازی وصف ہے۔ نامانوس اور فرضی لہجہ اس بیانیہ تکنیک کا نقص تصور کیا جاتا ہے۔ کردار جب قاری کے سامنے حقیقی مقامی لہجے میں بیانیے کا حصہ بنتے ہیں تو اس وصف کی بنیاد پر کہانی پر قاری کے اعتبار میں اضافہ ہوتا ہے اور اسے حقیقت کا احساس ہوتا ہے۔

کرداروں کی تشکیل پر توجہ

سماجی حقیقت نگاری کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس بیانیہ تکنیک کے حامل فکشن، بالخصوص ناول میں کرداروں کی تعمیر اور ان کے فروغ پر بنیادی توجہ دی جاتی ہے۔ واقعات سے زیادہ کرداروں کی تشکیل اور ان کے ارتقا کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ واقعات کے بیان میں بھی بنیادی توجہ کرداروں کی جانب ہی مرکوز رہتی ہے کہ یہی کردار فن پارے کی بنیادی تھیم کو آگے بڑھانے میں کلیدی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ واقعات نہیں، بل کہ کردار نمائندگی پذیر دیکھے جاسکتے ہیں۔

استحصال زدہ سماجی طبقے کی نمائندگی:

سماجی حقیقت نگاری کی بہت اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس بیانیہ تکنیک کے حامل متن میں سب سے زیادہ توجہ معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کے مسائل اور ان کے معمولات کے اظہار پر مرکوز کی جاتی ہے۔ سماجی حقیقت نگاری کے حامل فکشن میں استحصال زدہ سماجی طبقے کے معمولات اور مسائل کا اظہار فکری سطح پر تھیم کا بنیادی جزو بھی ہوتا ہے اور تکنیک کی سطح پر بھی بیانیے میں اس کے اظہار کو واضح اور نمایاں دیکھا جاسکتا ہے۔

سماجی حقیقت نگاری کے نمائندہ لکھاری:

مارک ٹوین کی تخلیق کردہ کہانی The Adventures of Huckleberry Fin سماجی حقیقت نگاری کی بنیادی مثالوں میں سے ایک ہے۔ جس کہانی کو وہ بیان کرتا ہے، وہ اس زمانے میں آسانی سے رونما ہو سکتی تھی۔ ناول نہ صرف اپنے عہد کے مقامی لہجے کا احاطہ کرتا ہے بلکہ اس خطے کے حقیقی زندگی کے واقعات کو بھی سامنے لاتا ہے

سٹیفن کرین کا ناول The Red Badge of Courage قارئین کو دورانِ جنگ ایک سپاہی کی حقیقی زندگی سے روشناس ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ ناول میدان جنگ کی بھیانک حقیقتوں اور سپاہیوں کی حالت پر روشنی ڈالتا ہے۔

سٹین بیک کا ناول Of Mice and Men بھی سماجی حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ یہ مشکل حالات میں زندگی بسر کرتے لوگوں کی تلخ حقیقتوں کو عمدگی کے ساتھ سامنے لاتا ہے۔ ناول کے مطالعہ کے دوران میں قاری کا واسطہ دو قسم کی حقیقتوں سے ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک اس عہد کا مزدور طبقہ ہے اور دوسری حقیقت ان کو درپیش معاشی مشکلات کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

ربیکا ہارڈنگ ڈیوس کا ناول Life in the iron Mills اپنے عہد کا ایک اہم ناول ہے جس میں ربیکا جیسی معروف ناول نگار نے غریب طبقے اور صنعتی مزدوروں کی زندگی کے مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ امریکہ میں سماجی حقیقت نگاری کے بنیاد گزاروں میں سے ایک خاتون ہیں جنہوں نے تانیثی تناظر کو دنیا بھر کے سامنے رکھا۔

اردو ناول میں سماجی حقیقت نگاری کے حوالے سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہمارے ہاں سماجی حقیقت نگاری کو بیانیہ تکنیک کی بجائے محض فکری تحریک یا موضوع کے طور پر ہی لیا جاتا ہے، جبکہ سماجی حقیقت نگاری ایک بیانیہ تکنیک کے طور پر اپنا وجود رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں اس تکنیک کے حامل فن پاروں کو اس سے مماثل تکنیک سادہ بیانیہ کی تکنیک کے زمرے میں ہی دیکھا جاتا رہا ہے۔ غائب یا متکلم راوی کے بیانیے کی بنیاد پر خاصی مماثلت کے باوجود اوپر بیان کردہ خصوصیات کی بنیاد پر ان میں فرق ہے۔

حوالہ جات

1. "Realism Scholastic doctrine that universal or general ideas have objective existence, belief that matter as object of perception has real existence.", The Concise Oxford Dictionary, 1964, Oxford University Press, Lahore, pp.998

2. "Realism (Philosphy) The Philosphical doctrine held by Aristotle, Descartes, Lock and others. That whatever exists has its character independently of its being perceived by human or divine minds.", The Cambridge Encyclopedia .

3۔ حفیظ صدیقی ، ابوالاعجاز، 1985، ''کشاف تنقیدی اصطلاحات (مرتب)''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص:69تا70

4. www.brocku.ca, P 1

5 عابد صدیقی، 1979، مغربی تنقید کا مطالعہ، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ص:24

6. "By accepting that there is a reliable link between our senses and the world in which we live, realism assumes that , the external world is real, and that our senses give us true report of it. "Ian Watt, 1992, Ian Watt on Realism and the Novel form, in lilian furst, Realism, London, Longman, p.92 .

7۔ محمد عقیل، سید، جدید ناول کا فن، نیا سفر پبلیکیشنز، الہ آباد، نومبر، 1997ء، ص60-61

8۔ آصف فرخی، عالم ایجاد، شہرزاد، کراچی، 2004ء، ص:196۔

9۔ ناصر عباس نیر، لسانیات اور تنقید، پورب اکادمی، اسلام آباد، اول، 2009ء، ص223-224

10. http://yourdictionary.com